خطبہ حرم

رمضان المبارک کے بعد

مسلمانوں کا طرزِ عمل

امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد الغامدی حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد :

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تمام معاملات میں اس سے خوف کھاؤ۔ خوب جان لو کہ اللہ کا ڈر کامیابی، اللہ کی نصرت وحمایت اور توفیق الٰہی کے حصول کا سب سے عظیم ذریعہ ہے۔ جو نیکی میں آگے بڑھا، جس نے بلندی ورفعت حاصل کی اور جس نے عزت و وقار حاصل کیا، اسے یہ نعمت تقویٰ ہی کے ذریعے حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اس کے تقویٰ، دلوں کی سلامتی اور برائیوں سے دُور رہ کر ہی یہ نعمتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''جو اللہ سے ڈرے، اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو، اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔'' [الطلاق:۲۔۳]

برادران اسلام! ہم نے ابھی ابھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز دنوں اور سال بھر کے افضل ترین مہینے رمضان المبارک کو الوداع کہا ہے۔ اس کی آمد سے قبل ہم اس کے استقبال کی بھرپور تیاریاں کر رہے تھے، پھر یہ بابرکت دن اور راتیں تیز رفتاری سے ختم ہوگئیں، ہمارے نیک اعمال سر بمہر ہو گئے، اب وہ قیامت کے روز علیم وخبیر اللہ کے سامنے ہی کھولے جائیں گے۔

جسے اس دن اللہ کی رحمت حاصل ہوگئی، وہ شکر گزار ہوگا۔ اسے اللہ کی قبول رضا مبارک ہو۔ جنت کے دروازے ''الریان'' سے جنت میں داخلہ مبارک ہو۔ کیونکہ روزے داروں کو ان کے صبر کا بدلہ بغیر حساب کے دیا جائے گا جس کو اس روز ناکامی کا سامنا ہوا وہ خود ہی کو ملامت کرے، خود کو کوستا رہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے برکتوں والا مہینہ عطا کیا تھا، اپنی رحمت وفضل کے دروازے اس کیلئے کھول دیئے تھے۔ لیکن اس نے خود ہی اس سے فیض یاب ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ تم سب جنت میں داخل ہو گے سوائے اس کے کہ جس

نے خود داخل ہونے سے انکار کیا۔

اے اللہ کے بندو! عبادات اور نیک اعمال کی بجا آوری کے بعد ایک مسلمان کے ہاں سب سے اہم چیز اس کی قبولیت ہوتی ہے۔لہٰذا آپ دیکھتے ہیں کہ وہ نیک اعمال کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ریاکاری اور دکھلاوے سے بچتا ہے، لوگوں کی واہ واہ اور تعریف کی تمنا نہیں کرتا بلکہ پورے اخلاص سے نیک اعمال کرتا ہے اور ساتھ ساتھ ڈرتا ہے کہ کہیں اس کے عمل رد نہ کر دیئے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ چیزیں ہی قبول فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی، بولا کہ قسم ہے! میں تجھے قتل کر دوں گا، کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے، جسے ڈر ہے۔'' [المائدہ:۲۷]

یعنی وہ لوگ جو ہر نیک عمل کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتے ہیں، پورے اخلاص اور صدق دل سے وہ عمل کرتے ہیں، سنت کی اتباع کرتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ خوف کھاتے ہیں کہ کہیں اللہ ان کے عمل رد نہ کر دے، اسی لیے اللہ کے مؤمن بندوں کا یہ خصوصی وصف بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہوں، یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔'' [المؤمنون:٦٠]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ یہ کون لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں؟ کیا یہ چور، شرابی اور بدکار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر! اس سے یہ لوگ مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازیں ادا کرتے جائیں۔[مسند احمد]

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے نیک اعمال کیے اور اللہ سے ڈرتے رہے کہ ان کے یہ اعمال انہیں عذاب الٰہی سے بچا سکیں گے یا نہیں۔ بلاشبہ مؤمن نیکی اور خشیت الٰہی کو ساتھ ساتھ رکھتا ہے جبکہ منافق برائیوں اور بے خوفی کو ساتھ لیے پھرتا ہے۔

سچا مسلمان شاہراہ زندگی پر چلتے ہوئے اپنے رب کی رضا کے حصول میں امید و خوف کے دو پروں کے ساتھ اڑانیں بھرتا ہے، وہ نیک اعمال سرانجام دیتا ہے اور اللہ سے قبولیت کی امید رکھتا ہے، ارحم الراحمین کی رحمت اور اس کے فضل کی تمنا رکھتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اللہ کے عذاب اور ناراضی سے بھی ڈرتا ہے کہ کہیں اس کے نیک اعمال رد نہ کر دیئے جائیں۔

بہت سارے روزے داروں کو سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بہت سے قیام کرنے والوں اور قراء کو سوائے تھکاوٹ اور شب بیداری کے کچھ نہ ملے گا۔ بہت سارے تلبیہ پڑھنے والوں کو جواب ملے گا کہ تمہاری بیت اللہ کی حاضری قبول نہیں۔ نیک اعمال کی قبولیت اللہ تعالیٰ کی رضا اور نیک اعمال کے ثواب کا حصول صالحین کی امید ہے۔ عابدوں کا مقصد اور اللہ کے تقرب چاہنے والوں کی تسلی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ، جب رسول ﷺ تمہیں اس چیز کیلئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور اس فتنے سے ڈرتے رہو جو تم میں خاص ظالموں کو ہی پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔'' [الانفال:۲۴۔۲۵]

برادران اسلام! اللہ کی رضا اور تقرب کے حصول کیلئے کوشش کرنے والے مسلمانوں کو جس سب سے بڑی آفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ پست ہمتی اور سستی ہے۔ انہیں بے حسی، سُستی اور بے عملی کی مصیبت گھیر لیتی ہے، اللہ تعالیٰ نے نماز میں سُستی کرنے والوں اور صدقہ وخیرات میں بددلی دکھانے والوں کی تشہیر کی ہے۔ ان کے اس عیب کو دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے، تو جو شخص بالکل عبادت چھوڑ دے اور بے حس ہو کر بیٹھ جائے وہ کتنا برا آدمی ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کی حالت سے ڈرایا ہے جو اپنے نیک اعمال کی عمارت کو خوب مضبوط بناتے ہیں۔ اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور پھر بدعملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔'' [النحل:۹۲]

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! فلاں شخص جیسا مت بننا، وہ تہجد گزار تھا پھر اس نے تہجد پڑھنا چھوڑ دی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ ہر عمل کا جوش ہوتا ہے اور ہر جوش میں سُستی آ جاتی ہے تو جس کی سُستی سنت کے مطابق ہوئی وہ ہدایت پا گیا اور جس کی سُستی اسے سنت سے دُور لے گئی وہ ہلاک ہو گیا۔

جامع ترمذی میں نبی کریم ﷺ کا فرمان منقول ہے بلاشبہ ہر عمل کا جوش اور پھرتی ہوتی ہے اور پھر

جوش میں سُستی لاحق ہوجاتی ہے، اگر صاحب عمل درست عمل کرے اور قریب قریب رہے تو اس کے درست رہنے کی امید کی جاسکتی ہے، اگر لوگ اس کی طرف انگلیاں اٹھانے لگیں تو اسے کچھ مت شمار کرو۔

ہر عبادت گزار اور عمل کرنے والے کو عمل میں سُستی اور وقفہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی دوران عبادت اور کبھی عبادت کے بعد، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہوتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے سچے اور محبوب لوگوں کو دے کر لوگوں سے ممتاز کردے، کون مخلص ہوکر اس کی عبادت کرتا ہے اور کون مطلب برآری کیلئے عبادت گزار ہے، ان میں فرق کرنے کیلئے یہ امتحان ہے، مطلب برآری کیلئے عبادت کرنے والے کو اللہ کی نعمتیں ملتی رہیں تو وہ خوش وخرم رہتا ہے اور کوئی مشکل آجائے تو وہ سرپٹ بھاگ نکلتا ہے۔

خوش بخت وہ شخص ہے جس کا وقفہ اور سُستی عارضی ہو، اس کے دوران وہ سنت کے مطابق زندگی گزارتا ہے، اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ درست عمل بجالاتا ہے، حکمت وبصیرت کے ساتھ اپنی اصلاح کرتا ہے اور پھر پورے جوش وجذبے کے ساتھ نیک عمل اور تقرب الٰہی کے حصول کیلئے کوششیں تیز کردیتا ہے، یہ وہ سچا اور مخلص آدمی ہے جسے اللہ توفیق بخشتا ہے اور ثابت قدمی سے نوازتا ہے، وہ وقفے کے دوران ڈگمگاتا نہیں، اپنے رب کے ساتھ اس کے تعلقات تبدیل نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ سوئے ظن کا شکار ہوتا ہے۔

جبکہ حقیقی برباد وہ شخص ہے جو سُستی اور وقفے کے بعد واجبات اور فرائض میں بدعملی کا شکار ہوجاتا ہے، ممنوعات میں سستی برتنے لگتا ہے، وہ اپنے اعمال کی عمارت منہدم کردیتا ہے، اپنی ایمانی گرہیں کھول دیتا ہے اور اپنے عزائم توڑ دیتا ہے۔ اسے انسانی اور جنی شیاطین اپنا شکار بنالیتے ہیں، یہ خواہشات نفسانی کا اسیر ہوجاتا ہے، اسے دنیا دائیں بائیں گھماتی رہتی ہے، یہ بدعت کا شکار ہوجاتا ہے، یا قرآن وحدیث میں تحریف وتبدیلی یا غلو وانتہا پسندی یا تساہل وتفریط کا نشانہ بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اسرائیلی عالم کا حال قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا، پھر اسے دنیا کی زیب وزینت نے اندھا کردیا، وہ اپنی خواہشات کا اسیر ہوکر پستی میں گرگیا۔ وہ حق کے بیان سے سست ہوگیا، وہ علماء کرام کے کردار اور وقار سے نکل گیا، اللہ تعالیٰ کی آیات میں تبدیلی اور تحریف کا مجرم بن گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور اے محبوب ﷺ! انہیں اس کا حال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو

وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہوں میں ہوگیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تُو اس پر بوجھ لاد دے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے، یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں۔" [الاعراف:۱۷۵-۱۷۶]

اللہ کے بندو! یقیناً سچا مسلمان وہ ہے جس کی ساری زندگی میں تقویٰ ہی اس کا امتیاز اور اوڑھنا بچھونا ہو، جو نیکی کے کاموں کو بجالائے اور گناہوں اور برائیوں سے اجتناب کرے، یہی اس کا منہج و کردار ہو، نیکیوں کے موسم بہار میں عبادت کے ذریعے اللہ کا تقرب تلاش کرے اور موقع سے فائدہ اٹھائے، اپنے آپ کو خیر و بھلائی کے کاموں کا عادی بنائے اور عمدہ اخلاق کو ترک نہ کرے، نہ ہی غفلت کا شکار ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت اور تقرب کا موقع انسان کی موت تک جاری رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔" [الحجر:۹۹]

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے نزدیک بڑے گناہوں میں اور بدترین جرائم میں سے یہ بھی ہے کہ انسان جان بوجھ کر سرکشی اور ہٹ دھرمی کے ساتھ معصوم جانوں کا قتل کرنے اور پاکیزہ خون بہانے میں شریک کار بنا رہے۔ زمان و مکان کی حرمت اور تقدس کا لحاظ کیے بغیر دھماکوں اور تخریب کاری کے ذریعے نسل و فصل کی بربادی کرنے، کھیتوں کی غارت گری اور بدامنی پھیلانے کو اپنا مقصد بنائے رکھے۔ بدترین مقاصد اور انتہائی مذموم اہداف ہیں کہ تخریب کاری کر کے امن تباہ کیا جائے۔

یقین جانیے کہ ان مجرمانہ اعمال کے پیچھے دہشت گرد تنظیمیں، فرقہ واریت پھیلانے والے گروہ اور حسد کرنے والے دشمن ہیں، جنہوں نے عالم اسلامی میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے اور بدامنی پھیلانے کیلئے کم سن نوجوانوں کو استعمال کیا ہے۔ انہوں نے حرمین شریفین کے خادم سعودی عرب پر حملہ کیا ہے۔

رمضان المبارک میں اور بالخصوص اس کے آخر میں ہونے والے حادثات جو اس ملک میں پیش آئے ہیں، جن میں دھماکے کیے گئے اور خون ریزی کی گئی، امن پسند شہریوں کو ہراساں کیا گیا، یہاں تک کہ

معاملہ رسول مکرم ﷺ کے شہر مدینہ تک بھی جا پہنچا، یہ ہر لحاظ سے بڑی بدنصیبی ہے۔حرمین کی غیرت رکھنے والے ہر مسلمان کیلئے یہ ایک مشکل مرحلہ ہے۔المناک اور بیک وقت حیرت ناک اور تشویش ناک مرحلہ ہے۔

المناک اس لیے کہ یہ حرمین کی سرزمین پر ہوئے ہیں، اس مقدس مقام پر کہ جہاں وحی نازل ہوتی رہی۔

اس کے نتیجے میں بے قصور مسلمان قتل ہوئے ہیں، وفادار سپاہی قتل ہوئے ہیں۔ہم انہیں اللہ کے یہاں شہید سمجھتے ہیں۔(اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے) اگر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت نہ ہوتی اور پھر ہمارے بہادر جوانوں کی کاوشیں نہ ہوتیں تو یہ دھماکے رسول اکرم ﷺ کی مسجد مبارک تک پہنچ ہی چکے ہوتے۔اللہ ہمارے سپاہیوں کو مزید ہمت اور طاقت عطا فرمائے۔

حیرت ناک اور تشویش ناک اس لیے کہ دانشمند سوال کر رہے ہیں یہ جاہل حملہ آور کہاں سے آتے ہیں جو مؤمنوں کے متعلق نہ کسی عہد کا پاس رکھتے ہیں اور نہ کسی تعلق کا لحاظ، جنہوں نے نہ حرمتوں کا پاس رکھا ہے اور نہ زمان و مکان کے تقدس کا لحاظ۔آخر ان کی نظر میں خون ریزی کا گھناؤنا جرم اتنا ہلکا کس طرح ہو گیا؟ انہوں نے والدین، رشتہ داروں اور بے قصور لوگوں کے خون کو حلال سمجھ لیا اور مقدس ترین زمان و مکان پر حملہ کر دیا؟!!

اے امت اسلام! یہ آفت مسلمان معاشرے اور بالخصوص حرمین شریفین میں تو بالکل نامانوس ہے۔

یہ تو وہ سرزمین ہے کہ جہاں اعتدال، وسطیت اور اسلام کے حسین نظام کے تحت عوام اور حکمران بستے ہیں۔

ہم بھرپور انداز میں یہ تاکید کرتے ہیں کہ یہ جرائم گمراہ فکر اور غیر معتدل تصورات کا نتیجہ ہیں اور یہ اسلامی معاشروں میں ایک انوکھی چیز ہے۔اسے پھیلانے اور بڑھانے کا ذمہ حاسد دشمنوں نے لے رکھا ہے جو حقیقت میں جرم اور فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا علم اٹھائے ہوئے ہیں۔وہ ہمارے ملک کے امن وامان، صحت و عقیدے اور حجاج کی خدمت کیلئے کی گئی کاوشوں کو تباہ و برباد کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔

اللہ کے بندو! یہ ایک حقیقت ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم اس خطرے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔اسے سمجھنے کے بعد مکمل عزم اور ہمت کے ساتھ اس المناک سوچ کی روک تھام کریں۔اکٹھے ہو جائیں، اپنی صفیں مضبوط کر لیں، اختلافات اور جھگڑے چھوڑ دیں، فرقہ واریت اور نام نہاد عصبیتوں کو پس پشت ڈال کر اکٹھے ہو جائیں۔معاشرے کے جو مؤثر افراد اصلاح کر سکتے ہیں اور معاشرے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں جیسے علماء و مفکرین، سیاستدان، میڈیا کے لوگ، دانشور اور سوشل میڈیا کے فعال لوگوں کا فرض ہے کہ وہ معاشرے کو ان

افراد سے خبردار کریں، ان کے شبہات کا ازالہ کریں، اُن کے افکار کے جوابات لکھیں اور ان سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اسی طرح حکمرانوں کا ساتھ دیں اور ذمہ داری کا مظاہرہ کریں۔

اللہ کے بندو! ہم میں سے ہر کوئی حرمین شریفین کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے اور اس حوالے سے ہر کسی پر چند چیزیں لازم آتی ہیں۔

اے امت اسلام! سرزمین حرمین اور مقدسات اسلامیہ کے عقیدے دین کا دفاع کرنا جہاد کے بلند مرتبوں میں سے ہے اور واجب الادا واجبات میں سے ہے اور سب سے بڑھ کر تقرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ سنو! حسد کرنے والی شرکی طاقتیں ناکام و نامراد ہوگئیں۔ جو فساد برپا کرنا چاہتی ہیں، امن و امان تباہ و برباد کرنا چاہتی ہیں۔ سنو! اپنا غصہ اور حسد لیے خود ہی مر جاؤ۔ اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی الہٰ نہیں، اللہ کا دین غالب آکر رہے گا۔

سرزمین حرمین اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے اور ان کا معاملہ امانت دار ہاتھوں میں ہے جو پورے عزم اور طاقت کے ساتھ ہر اس ہاتھ کو کاٹ ڈالے گی جو تخریب کاری کیلئے اس کی طرف بڑھے گا اور جو مقدسات اسلام پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا۔

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لیے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں اُن کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سولی پر چڑھائے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں، یہ ذلت و رسوائی تو اُن کیلئے دنیا میں ہے اور آخرت میں اُن کیلئے اس سے بڑی سزا ہے۔'' [المائدہ:۳۳]

اے اللہ! اے طاقت وعزت والے! جو ہمارے بارے میں، ہمارے ملک کے بارے میں یا مسلمان ممالک کے بارے میں بُرا ارادہ رکھے، یا اللہ! اس کی چال اسی پر لوٹا دے اور اسے خود میں مشغول کر دے۔

اے اللہ! ہمارے ملک کو اور تمام مسلم ممالک کو امن و امان نصیب فرما اور ہر جگہ سے اسے رزق مہیا فرما۔ آمین!

(بشکریہ: ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور)